قاری صہیب احمد

فکر و دانش

خلائی تحقیق یا وقت و دولت کا ضیاع

آج دنیا تہذیبی اعتبار سے ایک خطرناک سیاسی خلفشار و کشمکش بلکہ بحران میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہر موڑ پر تعاقب کئے ہوئے ہے کہیں تو بھوک و افلاس انسانیت کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور کہیں عذاب الٰہی انسانوں کو نیست و نابود کر رہا ہے۔ مگر دوسری طرف انہیں مظلوم و بے کس اور بے سہارا انسانوں کا خون چوس کر ہم خلاء کی بلندیوں کو چھونے کی کوشش میں ہیں۔

مہ و ستارہ پہ پہنچے بھی تم تو کیا ہوگا؟
خلا نوردو ذرا اپنے گھر کی بات کرو

انسانی ترقی کے سلسلہ میں آج کل بعض لوگ خلائی تحقیق کو بڑی اہمیت دے رہے ہیں۔ بلکہ اس کو ترقی کی معراج تصور کرتے ہیں۔ حیرت اس بات پر ہے کہ آیا یہ مریخ سر کرکے ایتھوپیا کے بھوکے ننگے عوام کی مدد کریں گے یا چاند پر پہنچ کر زمین پر موجود جھونپڑوں میں سسک سسک کر جان دینے والے لوگوں کی پذیرائی کرسکیں گے۔

مجھے افسوس اور حیرت ہے ان سائنس دانوں پر اور ان کے ہمنواؤں پر جو اہل زمین کا حق تو ادا کرتے نہیں مگر چاند اور ستاروں پر پہنچنے کی فکر میں سرگرداں ہیں۔

قریب ہو تم مریخ سے اور بعید انسان سے کیا غضب ہے
خلانوردو! یہ عقل و دانش کی سرحدوں سے فرار کب تک

ایسی پرواز کا کیا فائدہ جو حقوق انسانی کی لاش کے راکٹ پر بیٹھ کر کی جائے۔ اس پرواز کا مقصد کیا جو انسانی تمدن کی تباہی پر مبنی ہو...... کائنات سر کرنے کی اس کوشش کا مدعا کیا جو انسانیت کو حیوانیت کے مقام پر کھڑا کرکے کی جائے۔ اس پرواز کی علت کیا جو مریخ پر پہنچنے کے بعد بھی انسانی زندگی کی شب تارک کو سحر نہ کرسکے۔

یہی دولت یہی پیسہ اور یہی وقت جو خلائی تحقیق میں صرف ہو رہا ہے۔ اسے بہتر اور تعمیری کاموں میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔ تباہی کے بڑھتے ہوئے ایک بڑے سیلاب سے بچنے کے لئے خلاء کا رخ کرنے کی بجائے ہم اس ریلے کو روک بھی سکتے ہیں اور بند بنا کر اس قوت ناگزیر کو ضرورت کے مطابق ڈھال بھی سکتے ہیں انسانیت کی خدمت بھی کر سکتے ہیں اور بھوک و افلاس کو ناپید بھی کر سکتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی دیدہ بینا اس نازک مرحلے میں ہمیں صحیح راہوں پر استوار کر سکے۔ اگر آج بھی وہ لوگ موجود رہے جو انسان کا خون چوس کر اور دولت کو لٹا کر اس زمین سے فرار چاہتے ہیں تو مجھے ان کی عقل پر یقیناً شک ہو گا۔

آہ اے ناداں! قفس کو آشیاں سمجھتا ہے تو
اس فریب رنگ و بو کو گلستاں سمجھتا ہے تو

ایسے لوگوں کو یقیناً ناز ہو گا کہ امریکہ اور روس چاند ستاروں کو حاصل کرنے میں ہیں اور اگر خدانخواستہ ایسا ہے تو افسوس صد افسوس انہوں نے باطل کو حق اور حق کو باطل قرار دے دیا ہے۔ کاش کہ وہ دیکھ سکتے محلات شاہی کی ضیا بار دیواروں کے سایہ میں بے چراغ جھونپڑوں کی طرف۔ کاش وہ دیکھتے بڑے بڑے ہسپتالوں کے دروازوں کی طرف جن کے سامنے فٹ پاتھوں پر لوگ سسک سسک کر مر رہے ہیں۔ کاش وہ دیکھتے شکاگو کی گلیوں میں صبح کے وقت پولیس کے ہاتھوں اٹھائے جانے والے مدہوش و مخمور مادر زاد ننگے و مہذب شہریوں کو۔ کاش کہ وہ دیکھتے ماسکو کے کارخانوں میں کام کرنے والی مجبور و بے کس ماؤں کو اور ان کے آغوش شفقت سے محروم بچوں کو کاش کہ وہ دیکھتے کہ اہمیت انسانیت کو کشمیر، بوسنیا میں کس طرح تار تار کیا جا رہا ہے۔

کاش وہ دیکھتے کہ پاکستان اور عالم اسلام میں نہتے مسلمانوں کو کیسے گاجر مولی کی طرح بے دریغ کاٹا جا رہا ہے۔ افسوس ہوتا ہے اس ابن آدم کے تصور پر جو نعرہ یہ لگاتا ہے کہ ا، ، وقت خلائی تحقیق وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہمیں ایسے علم کی ضرورت

نہیں جو ہمیں ستاروں پر لے جائے۔ بلکہ ہمیں کرہ ارض پر بسنے والی مخلوق کے دلوں تک پہنچنے کی ضرورت ہے تاکہ ٹوٹے ہوئے دلوں کی ڈھارس بندھا سکیں اور ویران دلوں کو آباد کر سکیں۔

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا
ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں وہ الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

اللھم اھدنا الی صراط مستقیم۔

ضروری اعلان

تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مورخہ 27- نومبر 1996ء بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد ضیاء القرآن۔ کھلن اشہار میں ایک قرآنی محفل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ احباب شرکت فرما کر جذبہ ایمانی کا ثبوت دیں۔

الداعی الی الخیر: قاری خالد فاروق